ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 409

Program: B.A

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: اقتصادی و تجارتی جغرافیہ (409) • سطح: بی۔اے۔ (بیچلر)

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 1 (یونٹ 1 تا 4)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 40

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ و حوالہ کے لیے)

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کا متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔ کسی بھی گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنا مناسب نہیں؛ اصل کامیابی سمجھ کر اپنے انداز میں لکھنے میں ہے۔

سوال نمبر 1: خالی جگہ پر کریں (20 نمبر)

سوال نمبر 1: خالی جگہ پر کریں۔ (1) شمال اور جنوب کی تقسیم ..... بنیادوں پر کی جاتی ہے۔ (2) ترقی یافتہ ممالک کو ..... کہا جاتا ہے۔ (3) ترقی پذیر ممالک کو عموماً ..... کا سامنا ہوتا ہے۔ (4) شمالی ممالک میں ..... کی شرح زیادہ ہے۔ (5) جنوبی ممالک خام ..... برآمد کرتے ہیں۔ (6) عالمی تجارت میں طاقت کا مرکز ..... ممالک ہیں۔ (7) معاشی نظام کی ایک قسم ..... معیشت ہے۔ (8) شمال اور جنوب کے درمیان فرق ..... بڑھ رہا ہے۔ (9) وسائل کی غیر مساوی تقسیم ..... کو جنم دیتی ہے۔ (10) عالمی تجارت میں انصاف کا تصور ..... ہے۔

تعارف

اقتصادی و تجارتی جغرافیہ کا آغاز ہی اس بنیادی سوال سے ہوتا ہے کہ دنیا کے ممالک دولت، پیداوار اور تجارت کے اعتبار سے یکساں کیوں نہیں ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب نوآبادیاتی نظام ختم ہوا اور درجنوں نئے آزاد ممالک وجود میں آئے تو ماہرین نے محسوس کیا کہ دنیا واضح طور پر دو بڑے معاشی گروہوں میں بٹی ہوئی ہے: ایک طرف امیر،

صنعتی اور تکنیکی طور پر آگے بڑھے ہوئے ممالک ہیں اور دوسری طرف غریب، زرعی اور خام مال پیدا کرنے والے ممالک۔ اسی فرق کو سمجھنے کے لیے شمال اور جنوب کی اصطلاحات استعمال ہونے لگیں۔ یہ اصطلاحات محض جغرافیائی سمتوں کا نام نہیں ہیں بلکہ معاشی ترقی کی دو مختلف سطحوں کا استعارہ ہیں۔ اس سوال میں دیے گئے دس جملے دراصل پورے یونٹ کا خلاصہ ہیں، کیونکہ ہر جملہ شمال یا جنوب کی ممالک کی کسی نہ کسی بنیادی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ذیل میں ہر خالی جگہ کا درست جواب مکمل جملے کی صورت میں دیا گیا ہے اور ساتھ مختصر مگر جامع وضاحت بھی پیش کی گئی ہے تاکہ طالب علم صرف جواب یاد نہ کرے بلکہ اس کے پس منظر کو بھی سمجھ سکے۔ یاد رہے کہ یہ تقسیم آج بھی عالمی تجارت، امداد، قرضوں اور ماحولیاتی مذاکرات کی بنیاد ہے، اس لیے اس کا درست فہم آگے کے تمام سوالات کے لیے ضروری ہے۔

مکمل جملے اور ان کی وضاحت

- جملہ 1: شمال اور جنوب کی تقسیم معاشی بنیادوں پر کی جاتی ہے۔ وضاحت: یہ تقسیم عرض بلد یا سمت کی بنیاد پر نہیں بلکہ فی کس آمدنی، صنعتی ترقی، شرح خواندگی، اوسط عمر اور تکنیکی پیش رفت جیسے معاشی اشاریوں کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اسی لیے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جغرافیائی طور پر جنوب میں واقع ہونے کے باوجود معاشی شمال میں شمار ہوتے ہیں، جب کہ بعض شمالی نصف کرے کے غریب ممالک معاشی جنوب کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔

- جملہ 2: ترقی یافتہ ممالک کو شمال کہا جاتا ہے۔ وضاحت: امریکہ، کینیڈا، مغربی یورپ کے ممالک، جاپان اور آسٹریلیا وغیرہ کو اجتماعی طور پر شمال کہا جاتا ہے۔ ان ممالک کی پہچان بلند فی کس آمدنی، جدید صنعت، مضبوط بینکاری نظام اور عالمی تجارت پر گہرا اثر و رسوخ ہے۔ عالمی بینک اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ جیسے اداروں میں فیصلہ سازی پر بھی انہی ممالک کا غلبہ رہا ہے۔

- جملہ 3: ترقی پذیر ممالک کو عموماً غربت و پسماندگی کا سامنا ہوتا ہے۔ وضاحت: جنوبی ممالک کی بڑی آبادی غربت، بے روزگاری، خوراک کی کمی، بیماری اور ناخواندگی جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ ان ممالک کی حکومتیں محدود وسائل کے باعث تعلیم، صحت اور بنیادی ڈھانچے پر درکار سرمایہ کاری نہیں کر پاتیں، جس سے پسماندگی کا چکر برقرار رہتا ہے اور ترقی کی رفتار سست رہتی ہے۔

- جملہ 4: شمالی ممالک میں خواندگی (اور صنعتی ترقی) کی شرح زیادہ ہے۔ وضاحت: شمال کے ممالک میں تقریباً تمام آبادی خواندہ ہے، اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کے مواقع وسیع ہیں اور صنعت و خدمات کے شعبے روزگار کا بڑا ذریعہ ہیں۔ اس کے برعکس جنوب کے بہت سے ممالک میں خواندگی کی شرح کم اور زراعت پر انحصار زیادہ ہے، جس کا براہ راست اثر پیداواری صلاحیت اور آمدنی پر پڑتا ہے۔

- جملہ 5: جنوبی ممالک خام مال برآمد کرتے ہیں۔ وضاحت: جنوب کے ممالک عموماً خام تیل، معدنیات، کپاس، چائے، کافی، ربڑ اور دوسری زرعی و معدنی اجناس خام حالت میں برآمد کرتے ہیں، جب کہ بنی ہوئی صنعتی اشیا شمال سے درآمد کرتے ہیں۔ خام مال کی قیمتیں عالمی منڈی میں اتار چڑھاؤ کا شکار رہتی ہیں، اس لیے ان ممالک کی برآمدی آمدنی غیر یقینی رہتی ہے اور تجارتی خسارہ بڑھتا ہے۔

- جملہ 6: عالمی تجارت میں طاقت کا مرکز شمالی ممالک ہیں۔ وضاحت: عالمی تجارت کے بڑے کارپوریشنز، بینک اور انشورنس کی کمپنیاں، بینک اور منڈیوں کے مراکز زیادہ تر شمال میں واقع ہیں۔ اشیا کی قیمتوں کا تعین، تجارتی شرائط اور نقل و حمل کے نظام پر انہی کا کنٹرول ہے، اس لیے تجارت کے فوائد کا بڑا حصہ بھی انہی ممالک کو پہنچتا ہے اور جنوب محض خام مال فراہم کرنے والا بن کر رہ جاتا ہے۔

- جملہ 7: معاشی نظام کی ایک قسم سرمایہ دارانہ معیشت ہے۔ وضاحت: دنیا میں بنیادی طور پر تین معاشی نظام رائج رہے ہیں: سرمایہ داری نظام جس میں پیداواری وسائل نجی ملکیت میں ہوتے ہیں اور منافع محرک ہوتا ہے؛ اشتراکی یا منصوبہ بند نظام جس میں وسائل ریاست کے کنٹرول میں ہوتے ہیں؛ اور مخلوط نظام جس میں نجی اور سرکاری دونوں شعبے ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں۔ آج زیادہ تر ممالک مخلوط نظام کی کسی نہ کسی شکل کو اپنائے ہوئے ہیں۔

- جملہ 8: شمال اور جنوب کے درمیان فرق مسلسل بڑھ رہا ہے۔ وضاحت: تکنیکی ترقی، سرمایہ کاری اور تجارت کے فوائد شمال میں مرتکز ہونے سے آمدنی اور ترقی کا یہ فرق کم ہونے کے بجائے کئی شعبوں میں بڑھا ہے۔ اسی بڑھتے فرق کو شمال جنوب تفاوت کہا جاتا ہے اور یہی عالمی معاشی نظام پر سب سے بڑا سوالیہ نشان ہے، کیونکہ فرق بڑھنے سے عالمی عدم استحکام اور ہجرت جیسے مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔

- جملہ 9: وسائل کی غیر مساوی تقسیم عالمی عدم استحکام (اور غربت) کو جنم دیتی ہے۔ وضاحت: جب دولت، زمین، پانی، توانائی اور تجارتی مواقع چند ممالک اور طبقات تک محدود ہو جائیں تو محروم طبقات میں احساس محرومی بڑھتا ہے، جس سے سماجی بے چینی، سیاسی عدم استحکام، علاقائی تنازعات اور بڑے پیمانے پر نقل مکانی جیسے نتائج نکلتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منصفانہ تقسیم کو پائیدار ترقی کی شرط قرار دیا جاتا ہے۔
- جملہ 10: عالمی تجارت میں انصاف کا تصور متنازع اور زیر بحث ہے۔ وضاحت: آزاد تجارت کے حامی کہتے ہیں کہ منڈی سب کے لیے یکساں مواقع فراہم کرتی ہے، جب کہ جنوب کے ممالک اور ناقدین کا موقف ہے کہ موجودہ قوانین، سبسڈی، مالیاں اور قیمتوں کا نظام شمال کے حق میں جھکا ہوا ہے۔ اسی بحث سے منصفانہ تجارت یعنی فیئر ٹریڈ کی تحریک اور عالمی تجارتی تنظیم میں خصوصی و تفریقی سلوک جیسے مطالبات نے جنم لیا ہے۔

نتیجہ

مجموعی طور پر یہ دس جملے شمال جنوب تقسیم کا مکمل تعارف ہیں: تقسیم کی بنیاد معاشی ہے، شمال ترقی یافتہ اور تجارت کا مرکز ہے، جنوب خام مال برآمد کرتا ہے اور غربت کا سامنا کرتا ہے، مختلف معاشی نظام اسی تقسیم کے پس منظر میں سمجھے جاتے ہیں اور غیر مساوی تقسیم ہی عدم استحکام اور انصاف کے سوال کو جنم دیتی ہے۔ طالب علم اگر ان جملوں کے مفاہیم کو مثالوں کے ساتھ سمجھ لے تو آئندہ سوالات کے جوابات لکھنا آسان ہو جائے گا، کیونکہ پورا یونٹ دراصل انہی نکات کی تفصیل ہے۔

سوال نمبر 2: شمال و جنوب کا تصور اور معاشی نظاموں کی بنیاد پر دنیا کی معاشی تقسیم (20 نمبر)

سوال نمبر 2: شمال اور جنوب کے تصور کی وضاحت کریں اور مختلف معاشی نظاموں کی بنیاد پر دنیا کی معاشی تقسیم کا تجزیہ کریں۔

تعارف

دنیا کے نقشے پر ممالک کی سرحدیں سیاسی اکائیوں کو ظاہر کرتی ہیں، مگر اقتصادی جغرافیہ دان جب دنیا کو دیکھتا ہے تو اسے سرحدوں سے زیادہ دولت اور ترقی کی ناہموار تقسیم نظر آتی ہے۔ بیسویں صدی کے نصف آخر میں بین الاقوامی ادب میں دو اصطلاحات عام ہوئیں: شمال اور جنوب۔ ان سے مراد کرہ ارض کے دو بڑے معاشی خطے ہیں۔ شمال سے

مراد وہ ممالک ہیں جو صنعتی انقلاب سے گزر چکے، جن کی فی کس آمدنی زیادہ، ٹیکنالوجی جدید اور تجارت مضبوط ہے۔ جنوب سے مراد ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے وہ ترقی پذیر ممالک ہیں جو کبھی نو آبادیاں رہے، جن کی معیشتیں خام مال اور زراعت پر منحصر ہیں اور جہاں آبادی کا بڑا حصہ کم آمدنی کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ 1980 میں برانٹ کمیشن کی رپورٹ نے اس تقسیم کو ایک خیالی لکیر کی صورت میں پیش کیا جو تقریباً تیس درجے شمالی عرض بلد کے ساتھ ساتھ چلتی ہے، البتہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کو جنوب میں ہونے کے باوجود شمال میں شامل کیا گیا۔ اس سوال میں پہلے اس تصور کی وضاحت اور پھر مختلف معاشی نظاموں کی بنیاد پر دنیا کی تقسیم کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

شمال اور جنوب کے تصور کی وضاحت

شمال اور جنوب جغرافیائی اصطلاحات کم اور معاشی علامتیں زیادہ ہیں۔ شمالی گروہ میں شمالی امریکہ، مغربی و مشرقی یورپ کے ترقی یافتہ ممالک، جاپان، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ شامل ہیں۔ ان کی مشترکہ خصوصیات میں بلند فی کس آمدنی، صنعت و خدمات کا بڑا حصہ، جدید زراعت، اعلیٰ شرح خواندگی، کم شرح پیدائش اور مضبوط ادارے شامل ہیں۔ جنوبی گروہ میں جنوبی و جنوب مشرقی ایشیا، افریقہ، مشرق وسطیٰ کے ترقی پذیر حصے اور لاطینی امریکہ شامل ہیں۔ یہاں زراعت پر انحصار زیادہ، صنعت کمزور، آبادی تیزی سے بڑھتی ہوئی، بیرونی قرضے زیادہ اور برآمدات کا انحصار چند خام اجناس پر ہے۔ دونوں گروہوں کے اندر بھی یکسانی نہیں: چین اور بھارت جیسی ابھرتی معیشتیں، تیل برآمد کرنے والے امیر خلیجی ممالک اور مشرقی ایشیا کے نئے صنعتی ممالک سادہ تقسیم کو پیچیدہ بناتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ تصور آج بھی اقوام متحدہ کی کانفرنسوں، تجارتی مذاکرات اور ترقیاتی امداد کی بحثوں میں بنیادی فریم ورک کے طور پر استعمال ہوتا ہے، کیونکہ یہ عالمی نابرابری کو سادہ اور واضح انداز میں بیان کرتا ہے۔

معاشی نظاموں کی اقسام

دنیا کی معاشی تقسیم کو سمجھنے کا دوسرا زاویہ معاشی نظام ہے، یعنی یہ فیصلہ کہ پیداواری وسائل کس کی ملکیت میں ہوں، پیداوار کے فیصلے کون کرے اور آمدنی کیسے تقسیم ہو۔ سرمایہ دارانہ نظام میں زمین، کارخانے اور سرمایہ نجی ملکیت میں ہوتے ہیں، قیمتیں طلب و رسد سے طے پاتی ہیں اور منافع کاروبار کا محرک ہوتا ہے۔ امریکہ اور مغربی یورپ اس کی نمایاں مثالیں ہیں، اگرچہ وہاں بھی ریاست فلاحی اخراجات اور ضابطوں کے ذریعے مداخلت کرتی ہے۔ اشتراکی یا مرکزی منصوبہ بندی کے نظام میں پیداواری وسائل ریاست کی ملکیت ہوتے ہیں، پیداوار اور قیمتیں مرکزی منصوبے سے طے ہوتی ہیں اور نجی منافع کی گنجائش ختم یا انتہائی محدود ہوتی ہے۔ سابق سوویت یونین اس کی بڑی مثال تھا؛

1991 کے بعد یہ نظام زیادہ تر ختم ہو گیا اور چین و ویت نام سمیت کئی ممالک نے منڈی کے عناصر اپنا لیے۔ مخلوط نظام میں نجی اور سرکاری شعبے دونوں موجود ہوتے ہیں: بنیادی صنعتیں اور سہولتیں ریاست چلاتی ہے جب کہ عام کاروبار نجی شعبے کے پاس رہتا ہے۔ پاکستان، بھارت اور بیشتر ترقی پذیر ممالک اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلامی معاشی اصولوں پر مبنی نظام کی بحث بھی تعلیمی ادب کا حصہ ہے جس میں سود کی ممانعت، زکوٰۃ اور منصفانہ تقسیم پر زور دیا جاتا ہے۔

معاشی نظاموں کی بنیاد پر دنیا کی تقسیم کا تجزیہ

اگر دنیا کو معاشی نظاموں کی بنیاد پر بانٹا جائے تو سرد جنگ کے دور میں تین دنیائیں بنتی تھیں: پہلی دنیا سرمایہ دار شمال، دوسری دنیا اشتراکی مشرق اور تیسری دنیا غیر جانبدار مگر غریب جنوب۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد یہ تقسیم کمزور پڑ گئی اور اب زیادہ تر ممالک مخلوط معیشت کی کسی نہ کسی شکل کو اپنائے ہوئے ہیں، فرق صرف ریاستی مداخلت کی حد اور فلاحی نظام کی وسعت کا رہ گیا ہے۔ تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام بذاتِ خود ترقی کی ضمانت نہیں، سرمایہ دار ممالک میں بھی آمدنی کی شدید نابرابری پائی جاتی ہے اور اشتراکی تجربے نے بنیادی سہولتیں تو فراہم کیں مگر کارکردگی اور صارف کی پسند کے مسائل پیدا کیے۔ اصل فرق اداروں کی مضبوطی، قانون کی حکمرانی، تعلیم و ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری اور عالمی تجارت سے منصفانہ حصہ حاصل کرنے کی صلاحیت سے پڑتا ہے۔ جنوبی ممالک کے لیے بہتر راستہ یہ ہے کہ نظام کا انتخاب اپنی سماجی و تاریخی شرائط کے مطابق ہو، برآمدی تنوع پیدا کیا جائے اور انسانی سرمائے پر سرمایہ کاری کو اولین ترجیح دی جائے، ورنہ نظام کی تبدیلی کے باوجود شمال جنوب فرق برقرار رہتا ہے۔

جدول 1: بڑے معاشی خطوں کا تقابلی خاکہ

جنوب (ترقی پذیر)	شمال (ترقی یافتہ)	خصوصیت
کم یا درمیانی	زیادہ	فی کس آمدنی
زراعت اور خام مال غالب	صنعت اور خدمات غالب	معیشت کا ڈھانچا
خام مال اور زرعی اجناس	بنی ہوئی صنعتی اشیا، ٹیکنالوجی	برآمدات
نسبتاً تیز	سست، مستحکم	آبادی کی رفتار
قیمت قبول کرنے والا	قیمت و شرائط کا تعین کرنے والا	تجارت میں پوزیشن

شمال جنوب بحث کی موجودہ صورت

اکیسویں صدی میں یہ بحث نئے رخ اختیار کر رہی ہے۔ چین کی تیز ترقی اور برکس جیسے اتحادوں نے جنوب کی اجتماعی آواز کو مضبوط کیا ہے، جب کہ موسمیاتی مذاکرات میں نقصان و ازالے (لاس اینڈ ڈیمیج) کی بحث نے پرانے تفاوت کو نئی زبان دی ہے۔ اس کے باوجود فی کس آمدنی، ٹیکنالوجی اور مالیاتی طاقت کے بنیادی فرق برقرار ہیں، اس لیے شمال جنوب فریم ورک اپنی سادہ صورت میں ترمیم کے ساتھ آج بھی متعلقہ ہے۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ اس تصور کو جامد نقشہ نہ سمجھے بلکہ بدلتی ہوئی معاشی طاقتوں کے آئینے میں دیکھے۔

نتیجہ

حاصل کلام یہ ہے کہ شمال جنوب تصور دنیا کی معاشی نابرابری کو سمجھنے کا سادہ مگر مؤثر ذریعہ ہے، جب کہ معاشی نظام کی تقسیم یہ بتاتی ہے کہ ممالک پیداوار اور تقسیم کے فیصلے کن اصولوں پر کرتے ہیں۔ دونوں زاویے ملا کر دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ ترقی کا انحصار صرف نظام کے نام پر نہیں بلکہ وسائل کے درست استعمال، تعلیم، ٹیکنالوجی، اچھی حکمرانی اور عالمی تجارت میں بہتر شرائط حاصل کرنے پر ہے۔ یہی تجزیہ آگے کے سوالات میں تفاوت کی وجوہات اور تجارت کی سمت سمجھنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

سوال نمبر 3: شمال و جنوب میں معاشی تفاوت کی وجوہات اور عالمی تجارت پر اثرات (20 نمبر)

سوال نمبر 3: شمال اور جنوب کے درمیان معاشی تفاوت کی وجوہات بیان کریں اور عالمی تجارت میں اس تقسیم کے اثرات کا جائزہ لیں۔

تعارف

دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ جنوب میں رہتا ہے مگر عالمی آمدنی، پیداوار اور تجارت کا بڑا حصہ شمال کے پاس ہے۔ ایک شمالی شہری کی اوسط آمدنی کئی جنوبی ممالک کے شہریوں کی آمدنی سے کئی گنا زیادہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ تفاوت پیدا کیسے ہوا اور برقرار کیوں ہے، اور اس کا عالمی تجارت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ماہرین اس تفاوت کی وضاحت تاریخی، جغرافیائی،

تکنیکی اور ادارہ جاتی وجوہات کے مجموعے سے کرتے ہیں۔ کوئی ایک سبب کافی نہیں؛ یہ اسباب ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں اور ایک ایسا چکر بناتے ہیں جس سے نکلنا جنوبی ممالک کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ اس جواب میں پہلے اہم وجوہات بیان کی جائیں گی اور پھر تجارت پر اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔

تفاوت کی اہم وجوہات

- نو آبادیاتی تاریخ: دو صدیوں تک ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ یورپی طاقتوں کی نو آبادیاں رہے۔ نو آبادیاتی معیشت کا مقصد مقامی ترقی نہیں بلکہ خام مال کی فراہمی اور بنی ہوئی اشیا کی منڈی مہیا کرنا تھا۔ مقامی صنعتیں کمزور کی گئیں، نقل و حمل کا نظام زرعی علاقوں تک محدود رکھا گیا اور آزادی کے وقت یہ ممالک کمزور اداروں اور غیر متنوع معیشتوں کے ساتھ رہ گئے۔

- صنعتی انقلاب کا غیر مساوی پھیلاؤ: بھاپ کے انجن سے جدید ٹیکنالوجی تک ہر بڑی ایجاد شمال میں شروع ہوئی اور وہیں جڑ پکڑی۔ صنعتی پیداوار نے آمدنی اور سرمایہ جمع کیا جس سے مزید تحقیق اور ترقی ممکن ہوئی، جب کہ جنوب تکنیکی انحصار میں رہا اور مشینری و مہارت کے لیے شمال کا محتاج بنا رہا۔

- سرمایے اور مالیاتی نظام پر گرفت: بڑے بینک، بیمہ کمپنیاں اور سرمایہ منڈیاں شمال میں ہیں۔ جنوب کو سرمایہ قرض کی صورت میں مہنگے سود پر ملتا ہے اور قرضوں کی ادائیگی اس کی آمدنی کا بڑا حصہ کھا جاتی ہے، جسے قرضے کا جال کہا جاتا ہے۔

- آبادی اور انسانی وسائل: جنوب میں آبادی کی تیز رفتار نمو فی کس آمدنی کی بہتری کو کم کر دیتی ہے۔ ناخواندگی، کمزور صحت اور ہنر کی کمی پیداواری صلاحیت گھٹاتے ہیں، جب کہ شمال میں مستحکم آبادی اور تربیت یافتہ افرادی قوت صنعت کو مسابقتی رکھتی ہے۔

- جغرافیائی و قدرتی عوامل: سخت آب و ہوا، بنجر زمینیں، قدرتی آفات اور خشکی سے گھرے ہوئے ممالک کی تجارتی لاگت زیادہ ہوتی ہے۔ بعض خطوں میں بیماریوں کا پھیلاؤ بھی محنت کی کارکردگی کم کرتا ہے، تاہم جدید ٹیکنالوجی سے ان عوامل پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

- تجارتی شرائط کی نامساعدت: خام مال کی قیمتیں صنعتی اشیا کے مقابلے میں طویل مدت میں گھٹتی رہتی ہیں۔ اسے تجارتی شرائط کی خرابی کہا جاتا ہے؛ جنوب کو اپنی درآمدات کے بدلے پہلے سے زیادہ خام مال برآمد کرنا پڑتا ہے، جس سے اس کا تجارتی خسارہ بڑھتا ہے۔

- ادارہ جاتی کمزوری اور سیاسی عدم استحکام: بدعنوانی، کمزور قانون اور بار بار پالیسی تبدیلی سرمایہ کاروں کو دور رکھتی ہے۔ کئی جنوبی ممالک میں تنازعات اور عدم استحکام نے بنیادی ڈھانچا تباہ کیا اور ترقی کے وسائل دفاعی و ہنگامی اخراجات میں ضائع ہوئے۔

عالمی تجارت پر اثرات

اس تفاوت نے عالمی تجارت کا ایک غیر متوازن نمونہ پیدا کیا ہے جسے مرکز و حاشیہ کا نمونہ کہا جاتا ہے۔ شمال بنی ہوئی، ٹیکنالوجی پر مبنی اور زیادہ قیمت والی اشیا برآمد کرتا ہے جب کہ جنوب کم قیمت خام مال اور اجناس برآمد کرتا ہے۔ قدر میں اضافہ یعنی ویلیو ایڈیشن کا بڑا حصہ شمال میں ہوتا ہے؛ مثال کے طور پر کافی پیدا کرنے والے کسان کو تیار کافی کی آخری قیمت کا معمولی حصہ ملتا ہے۔ دوسرا اثر قیمتوں پر کنٹرول کا ہے: بین الاقوامی کارپوریشنز خریدار بھی ہیں اور فروخت کنندہ بھی، اس لیے شرائط ان کے حق میں رہتی ہیں۔ تیسرا اثر تجارتی پالیسیوں میں نظر آتا ہے: شمال اپنے کسانوں کو بھاری سبسڈی دیتا ہے اور ماحولیاتی و معیاری پابندیاں لاگو کر کے رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے، جب کہ جنوب سے آزاد منڈی کا مطالبہ کرتا ہے۔ چوتھا اثر ہنر مند افرادی قوت کی شمال کی طرف منتقلی اور جنوبی ممالک کے ادھار پر چلنے سے پیدا ہونے والا مالیاتی انحصار ہے۔ ان اثرات کے جواب میں جنوب نے اجتماعی سودے بازی، علاقائی تجارتی اتحاد اور منصفانہ تجارت جیسے مطالبات اٹھائے ہیں اور نئی بین الاقوامی اقتصادی ترتیب کی بحث اسی پس منظر میں شروع ہوئی تھی۔

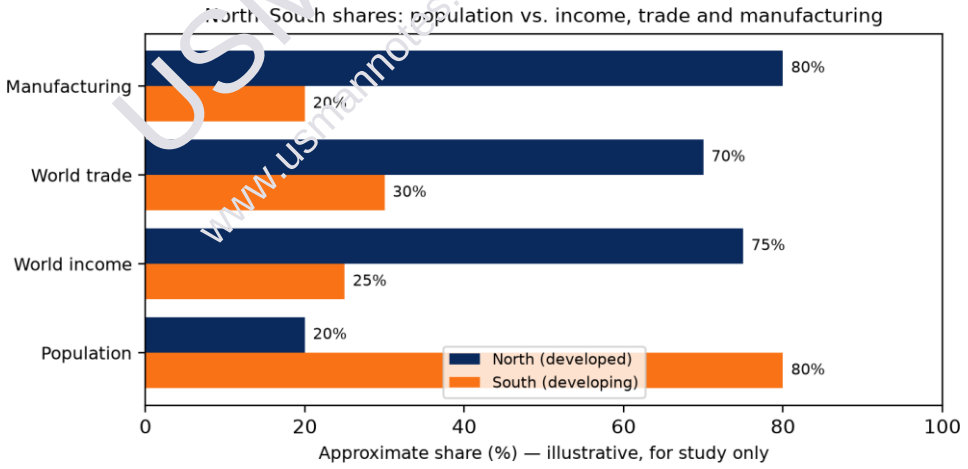
تفاوت کم کرنے کی کوششیں — ایک جائزہ

اس تفاوت کو کم کرنے کی کوششیں بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔ اقوام متحدہ کے ادارے، عالمی بینک اور علاقائی ترقیاتی بینکوں کے ذریعے قرضے اور امداد دی گئی؛ جنوبی ممالک نے تیل برآمد کرنے والے اتحاد جیسے پلیٹ فارم سے قیمتیں بہتر بنانے کی کوشش کی؛ اور نئی بین الاقوامی اقتصادی ترتیب کا مطالبہ بھی اسی سلسلے کی کڑی تھا۔ ان کوششوں کے ملے جلے نتائج نکلے: مشرقی ایشیا کے چند ممالک نے برآمدی صنعت کاری سے تیز ترقی کی اور غربت میں بڑی کمی لائی، جب کہ افریقہ کے کئی ممالک قرض اور اجناس کی قیمتوں کے جال میں رہے۔ اس تجربے سے ثابت ہوتا ہے کہ بیرونی امداد اسی وقت مؤثر ہوتی ہے جب ملک کے اندر اچھی پالیسیاں، تعلیم میں سرمایہ کاری اور اداروں کی اصلاح موجود ہو۔ آج پائیدار ترقی کے اہداف اسی سوچ کا اظہار ہیں کہ تفاوت کا خاتمہ صرف آمدنی نہیں بلکہ صحت، تعلیم، صنفی مساوات اور ماحول سمیت کئی جہتوں میں پیش رفت سے ممکن ہے۔

تجارت کے میدان میں بھی خصوصی رعایتیں، کم ترقی یافتہ ممالک کے لیے محصولات سے استثنیٰ اور تکنیکی مدد جیسی سہولتیں اسی مقصد کے تحت دی جاتی ہیں، اگرچہ ان کا پیمانہ ضرورت سے کم رہا ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ شمال جنوب تفاوت محض قدرتی فرق نہیں بلکہ تاریخ، ٹیکنالوجی، سرمایہ، آبادی اور تجارتی قواعد کے باہمی تعامل کا نتیجہ ہے، اور عالمی تجارت اسی تفاوت کو برقرار رکھنے اور بڑھانے کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اگر قواعد غیر منصفانہ ہوں۔ اس کے حل کے لیے جنوبی ممالک کو برآمدات میں تنوع، تعلیم و ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری اور اجتماعی مذاکراتی طاقت بڑھانی ہوگی، جب کہ شمال کو قرضوں میں نرمی اور منڈیوں تک رسائی میں انصاف فراہم کرنا ہوگا۔ تبھی تجارت تفاوت کم کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔



شکل 1: شمال و جنوب کے تقریبی حصے — آبادی بمقابلہ آمدنی، تجارت اور صنعتی پیداوار (وضاحتی خاکہ؛ مطالعے کے لیے)

سوال نمبر 4: ماحولی وسائل اور تجارت کا باہمی تعلق؛ قدرتی وسائل اور تجارت کی سمت (20 نمبر)

سوال نمبر 4: ماحولی وسائل اور تجارت کے باہمی تعلق پر بحث کریں اور واضح کریں کہ قدرتی وسائل عالمی تجارت کی سمت کا تعین کیسے کرتے ہیں؟

تعارف

ہر تجارتی شے کی ابتدا قدرت کے کسی نہ کسی وسیلے سے ہوتی ہے: اناج مٹی اور پانی سے، کپڑا کپاس سے، فولاد لوہے اور کوئلے سے اور پٹرول زیرِ زمین ذخائر سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے اقتصادی جغرافیہ میں ماحولی وسائل کو تجارت کی بنیاد کہا گیا ہے۔ ماحولی وسائل سے مراد زمین، آب و ہوا، پانی، جنگلات، معدنیات، توانائی کے ذرائع اور محلِ وقوع جیسی وہ تمام قدرتی عطیات ہیں جو پیداوار کو ممکن بناتی ہیں۔ لیکن وسائل کی محض موجودگی تجارت پیدا نہیں کرتی؛ ان کو قابلِ استعمال بنانے کے لیے ٹیکنالوجی، سرمایہ، محنت اور منڈی تک رسائی بھی چاہیے۔ اس سوال میں پہلے وسائل اور تجارت کے باہمی تعلق پر بحث کی جائے گی اور پھر یہ واضح کیا جائے گا کہ قدرتی وسائل کس طرح عالمی تجارت کی سمت، حجم اور شرائط کا تعین کرتے ہیں۔

ماحولی وسائل اور تجارت کا باہمی تعلق

وسائل اور تجارت کا تعلق دوطرفہ ہے۔ ایک طرف وسائل تجارت کو جنم دیتے ہیں: جہاں کسی شے کی فاضل پیداوار ہوتی وہیں سے برآمد شروع ہو گی اور جہاں کمی ہو گی وہاں درآمد کی ضرورت پیدا ہو گی۔ یہی اصول تقابلی فائدے کی بنیاد ہے؛ ہر علاقہ وہی شے پیدا کرتا ہے جس کے لیے اس کے قدرتی حالات موزوں ہوں۔ دوسری طرف تجارت وسائل کے استعمال کو بھی بدلتی ہے: عالمی طلب بڑھنے سے اراضی کا رقبہ نقد آور فصلوں کے لیے مخصوص ہو جاتا ہے، کان کنی تیز ہو جاتی ہے اور جنگلات کی کٹائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ تجارت وسائل کی دریافت کی بھی محرک ہے؛ تیل، گیس اور معدنیات کی تلاش ان خطوں میں تیز ہو جاتی ہے جہاں عالمی منڈی سے جڑنے کی امید ہو۔ اس تعلق کا سایہ دار پہلو وسائل کا ضیاع اور ماحولی خرابی ہے: خام مال کی بے دریغ برآمد سے وسائل ختم بھی ہو سکتے ہیں اور آلودگی بڑھ سکتی ہے، جسے وسائل کی لعنت کہا جاتا ہے۔ اس لیے جدید بحث میں پائیدار تجارت یعنی ماحول کو نقصان پہنچائے بغیر وسائل کا دانشمندانہ استعمال مرکزی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور سرسبز معیارات عالمی تجارت کی نئی شرط بنتے جا رہے ہیں۔

قدرتی وسائل تجارت کی سمت کیسے طے کرتے ہیں

- مقامی فاضل پیداوار کی سمت: تیل رکھنے والے خلیجی ممالک سے توانائی کا بہاؤ صنعت کار ممالک کی طرف، گندم رکھنے والے ممالک سے خوراک کا بہاؤ درآمد کنندہ خطوں کی طرف اور لوہا و کوئلہ رکھنے والے علاقوں سے فولاد ساز مراکز کی طرف ہوتا ہے۔ تجارتی بہاؤ کا نقشہ دراصل وسائل کی تقسیم کے نقشے کی عکاسی کرتا ہے۔
- موسمی و آب و ہوائی موزونیت: چائے، کافی، ربڑ اور کپاس صرف مخصوص آب و ہوا میں پیدا ہوتے ہیں، اس لیے ان کی تجارت خط استوا کے قریب خطوں سے معتدل خطوں کی طرف ہوتی ہے۔ سرد ممالک کی لکڑی اور گرم ممالک کے پھل اس جغرافیائی موزونیت کی مثالیں ہیں۔
- نقل و حمل اور محل وقوع: بھاری اور کم قیمت وسائل طویل فاصلہ طے نہیں کر سکتے، اسی لیے کوئلے اور لوہے کی تجارت علاقائی رہتی ہے، جب کہ ہلکی اور قیمتی اشیا مثلاً ہیرے، سونا اور مصالحے عالمی فاصلے طے کرتے ہیں۔ بندرگاہوں، آبناؤں اور نہروں کی موجودگی وسائل کے بہاؤ کی راہیں متعین کرتی ہے؛ سویز اور پاناما نہریں اس کی بہترین مثالیں ہیں۔
- وسائل کی کمی اور متبادل کی تلاش: جب کسی خطے میں وسیلہ ختم یا مہنگا ہو جائے تو تجارت کی سمت بدل جاتی ہے۔ جاپان اور یورپ کا خام مال کے لیے دنیا بھر سے انحصار اور مصنوعی متبادل وری سائیکلنگ کی بڑھتی صنعت اسی دباؤ کا نتیجہ ہے۔
- قیمت اور طلب کے عالمی مراکز: وسائل کی سمت محض جغرافیہ نہیں بلکہ طلب کا مرکز بھی طے کرتا ہے۔ آج تیل و گیس کے بہاؤ کا رخ تیزی سے ایشیا کی بڑھتی معیشتوں کی طرف ہو رہا ہے کیونکہ طلب وہیں بڑھ رہی ہے، جس سے پرانے تجارتی راستے اور اتحاد بھی بدل رہے ہیں۔

پاکستان کے تناظر میں وسائل و تجارت

پاکستان کی مثال اس تعلق کو اچھی طرح سمجھاتی ہے۔ پاکستان کے پاس زرخیز زمین، دریاؤں کا نظام، کوئلہ، نمک، چونا پتھر، تانبا، کرومائٹ اور قدرتی گیس جیسے وسائل موجود ہیں اور اس کی برآمدات میں کپاس و ٹیکسٹائل، چاول اور چمڑے کی مصنوعات نمایاں ہیں، یعنی برآمدی ڈھانچا آج بھی قدرتی وسائل پر مبنی ہے۔ دوسری طرف پٹرولیم، خوردنی تیل، مشینری اور کیمیائی اشیا کی درآمد پر بڑا زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ نمونہ بتاتا ہے کہ وسیلہ ہونا کافی نہیں؛ بلوچستان کے تانبے و سونے کے ذخائر اور تھر کے کوئلے کی قدر اسی وقت

معاشی طاقت بنے گی جب پراسیسنگ، توانائی اور نقل و حمل کا مقامی نظام مضبوط ہو گا۔ اسی طرح آب و ہوا کی تبدیلی، خاص طور پر سیلاب اور پانی کی کمی، زرعی برآمدات کے لیے نیا خطرہ بن رہی ہے۔ لہٰذا وسائل کی منصوبہ بندی میں ماحولیاتی تحفظ اور مقامی قدر میں اضافہ شامل کرنا پاکستان جیسے ممالک کے لیے تجارت کی سمت درست رکھنے کی شرط ہے۔

وسائل کی تجارت میں انصاف کا پہلو

وسائل و تجارت کے تعلق کا ایک اہم پہلو انصاف کا ہے۔ خام وسائل رکھنے والے ممالک اکثر قیمتوں کے تعین میں کمزور ہوتے ہیں، کیونکہ پراسیسنگ، برانڈنگ اور ترسیل کا نظام خریدار ممالک کے پاس ہوتا ہے۔ تیل کی قیمتوں میں ہم وقتی تبدیلیاں، اجناس کی منڈیوں میں سٹے بازی اور کثیر القومی کمپنیوں کے طویل مدتی معاہدے اسی غیر توازن کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں وسائل رکھنے والے ممالک نے کارٹیل بنائے، قومی کمپنیاں قائم کیں اور مقام پر پراسیسنگ کی شرطیں عائد کیں۔ جدید مطالعہ یہ بھی اجاگر کرتا ہے کہ وسائل کی دولت اداروں کو کمزور بھی کر سکتی ہے جسے ریسورس کرس کہا جاتا ہے، اس لیے شفافیت اور آمدنی کی منصفانہ فلاح میں استعمال شرط ہے۔ نتیجتاً ماحولی وسائل کو محض جغرافیائی حقیقت نہیں بلکہ طاقت، پالیسی اور انصاف کے باہمی تعلق میں دیکھنا چاہیے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ ماحولی وسائل تجارت کی بنیاد، سمت اور ساخت تینوں کا تعین کرتے ہیں، لیکن حتمی فائدہ اسی کو ملتا ہے جو وسائل کو خام حالت میں بیچنے کے بجائے انہیں پراسیس کر کے قدر میں اضافہ کرے اور منڈی تک سستی رسائی حاصل کرے۔ مستقبل کی تجارت میں صاف توانائی کے وسائل، پانی کی دستیابی اور ماحولیاتی معیارات وہ نئے عوامل ہوں گے جو پرانے وسائل کے نقشے کو دوبارہ ترتیب دیں گے۔ جنوبی ممالک کے لیے سبق واضح ہے: وسائل کی دولت کو تعلیم، ٹیکنالوجی اور تنوع میں بدلا جائے، ورنہ دولت کے باوجود غربت باقی رہتی ہے۔

سوال نمبر 5: عالمی تجارت کی ساخت و ارتقا اور ترقی یافتہ و ترقی پذیر ممالک کا کردار (20 نمبر)

سوال نمبر 5: عالمی تجارت کی ساخت اور ارتقا کا تجزیہ کریں اور ترقی یافتہ و ترقی پذیر ممالک کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

تعارف

عالمی تجارت کوئی جامد نظام نہیں؛ یہ صدیوں میں بدلتی ٹیکنالوجی، سیاسی تبدیلیوں اور معاشی نظریات کے ساتھ ارتقا کرتی آئی ہے۔ قدیم زمانے میں ریشم کے راستے اور مصالحوں کی تجارت سے لے کر آج کی ڈیجیٹل خدمات اور عالمی سپلائی چین تک، تجارت کا حجم، ساخت اور شرکاء مسلسل بدلے ہیں۔ ساخت سے مراد یہ ہے کہ تجارت میں کن اشیاو خدمات کا حصہ کتنا ہے اور تجارت کن خطوں کے درمیان ہوتی ہے۔ ارتقاء مطالعہ بتاتا ہے کہ ہر دور میں تجارت نے چند ممالک کو مرکز میں رکھا اور باقی کو حاشیے پر۔ اس سوال میں پہلے تجارت کے تاریخی ارتقا اور موجودہ ساخت کا تجزیہ پیش کیا جائے گا، ترقی یافتہ و ترقی پذیر ممالک کے کردار کا جائزہ لیا جائے گا، تاکہ واضح ہو کہ آج کا نظام کس کے لیے فائدہ مند ہے اور تبدیلی کی کون سی صورتیں سامنے آ رہی ہیں۔

عالمی تجارت کا ارتقا

قدیم و قرونِ وسطیٰ کی تجارت پر تعیش اشیا، مثلاً ریشم، مصالحے، سونا اور ہاتھی دانت تک محدود تھی اور خشکی و سمندر کے خطرناک راستوں سے ہوتی تھی۔ پندرھویں صدی کے بعد یورپی بحری طاقتوں نے نو آبادیاتی تجارت کا نظام بنایا جس میں کالونیوں سے خام مال آتا اور ان ہی کو بنی ہوئی اشیا بیچی جاتیں۔ انیسویں صدی میں صنعتی انقلاب، بھاپ کے جہاز، ریلوے اور ٹیلی گراف نے تجارت کا حجم کئی گنا بڑھا دیا اور برطانیہ اس کا مرکز بنا۔ دو عالمی جنگوں اور 1930 کی کساد بازاری نے تجارت کو سخت نقصان پہنچایا۔ دوسری جنگ کے بعد امریکہ کی قیادت میں بریٹن ووڈز ادارے، گیٹ اور بعد میں عالمی تجارتی تنظیم قائم ہوئے، کسٹم محصولات کم ہوئے اور تجارت عالمی پیداوار سے زیادہ تیز رفتاری سے بڑھنے لگی۔ بیسویں صدی کے آخر میں کنٹینر جہاز رانی، مواصلات اور چین کی شمولیت نے سپلائی چین کو واقعی عالمی بنا دیا، اور اکیسویں صدی میں خدمات، ڈیجیٹل تجارت اور ای کامرس نئے میدان بن کر ابھرے ہیں، اگرچہ تحفظ پسندی اور بحرانوں نے وقتاً فوقتاً اس رفتار کو روکا بھی ہے۔

موجودہ ساخت کا تجزیہ

موجودہ عالمی تجارت میں بنی ہوئی صنعتی اشیا کا حصہ سب سے بڑا ہے؛ مشینری، گاڑیاں، الیکٹرانکس اور کیمیائی اشیا سرفہرست ہیں۔ خام مال و ایندھن کا حصہ قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ بدلتا رہتا ہے، جب کہ خدمات، یعنی سیاحت، نقل و حمل، مالیات اور آئی ٹی خدمات کا حصہ مسلسل بڑھ رہا ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے ایشیا برآمدات کا سب سے بڑا خطہ

بن چکا ہے، یورپ کے اندرون خطہ تجارت بہت بڑی ہے اور شمالی امریکہ اہم درآمدی منڈی ہے۔ ایک نمایاں تبدیلی یہ ہے کہ اب تجارت کا بڑا حصہ مکمل اشیا کے بجائے پرزوں اور درمیانی اجزا پر مشتمل ہے؛ ایک ہی موبائل فون کئی ممالک میں بن کر مکمل ہوتا ہے۔ اس سے مواقع بھی بڑھے اور وابستگی کے خطرات بھی۔ تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ تجارت کی ساختی تبدیلی کا فائدہ عموماً انہی ممالک کو ملتا ہے جو ٹیکنالوجی، معیار اور ترسیل کے نظام میں آگے ہوں۔ کمزور ڈھانچے والے ممالک کے لیے خام اجناس پر انحصار اب بھی سب سے بڑی کمزوری ہے، کیونکہ قیمت کا فیصلہ ان کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔

جدول 2: عالمی تجارت کی ساخت — عمومی خاکہ

نمایاں برآمد کنندہ خطے	اہم اشیا	شعبہ
مشرقی ایشیا، یورپ، شمالی امریکہ	مشینری، گاڑیاں، الیکٹرانکس	صنعتی اشیا
مشرق وسطیٰ، روس، آسٹریلیا، افریقہ	تیل، گیس، لوہا، تانبا	ایندھن و معدنیات
امریکہ، برازیل، جنوبی و جنوب مشرقی ایشیا	اناج، چائے، کافی، ربڑ، کپاس	زرعی اجناس
امریکہ، یورپ، بھارت، چین	سیاحت، آئی ٹی، مالیات، نقل و حمل	خدمات

ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کا کردار

ترقی یافتہ ممالک آج بھی تجارت کے قاعدہ ساز ہیں: وہ ٹیکنالوجی، برانڈ، سرمایہ اور خدمات فراہم کرتے ہیں، عالمی کارپوریشنز کے مالک ہیں اور معیار و پیٹنٹ کے نظام سے اضافی آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ ان کی درآمدات جنوبی خام مال اور سستی صنعتی اشیا پر مشتمل ہیں۔ ترقی پذیر ممالک کا روایتی کردار خام مال اور کم اجرت صنعتی اشیا فراہم کرنا رہا ہے، لیکن یہ تصویر بدل رہی ہے۔ چین عالمی تجارت کا سب سے بڑا برآمد کنندہ بن چکا ہے، بھارت خدمات میں آگے ہے اور جنوب جنوب تجارت، یعنی ترقی پذیر ممالک کی آپس کی تجارت، تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس کے باوجود بیشتر غریب ترین ممالک اب بھی چند اجناس پر منحصر ہیں اور ان کی مذاکراتی طاقت کم ہے۔ متوازن کردار کے لیے ضروری ہے کہ ترقی پذیر ممالک تعلیمی و تکنیکی صلاحیت بڑھائیں، برآمدات میں قدر کا اضافہ کریں اور علاقائی اتحادوں سے اجتماعی آواز مضبوط کریں، جب کہ ترقی یافتہ ممالک اپنی منڈیاں واقعی کھولیں اور سبسڈیوں کا غیر منصفانہ استعمال کم کریں۔

جدید رجحانات اور آئندہ امکانات

موجودہ دور میں تین رجحانات تجارت کی ساخت کو مزید بدل رہے ہیں۔ پہلا رجحان خدمات کی ڈیجیٹل تجارت ہے جس میں سافٹ ویئر، آن لائن تعلیم، فری لانسنگ اور مالیاتی خدمات سرحد پار فوری فراہم ہوتی ہیں اور اس سے ترقی پذیر ممالک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو نیا راستہ ملا ہے۔ دوسرا رجحان علاقائی تجارتی معاہدوں اور راہداری منصوبوں کی صورت میں سامنے آیا ہے جن سے خشکی سے گھرے خطے زیادہ گاہوں سے جڑ رہے ہیں۔ تیسرا رجحان ماحولیاتی شرائط کا ہے؛ کاربن اخراج کی بنیاد پر محصولات اور سرسبز معیارات اب تجارت کی نئی سرحد بن رہے ہیں۔ ان رجحانات کا تقاضا ہے کہ ترقی پذیر ممالک ڈیجیٹل تعلیم، قابل تجدید توانائی اور معیاری سرٹیفکیشن میں پیشگی سرمایہ کاری کریں، ورنہ نئے قواعد بھی پرانے تفاوت کو نئی شکل میں برقرار رکھیں گے۔ اسی تناظر میں عالمی تجارت کا مستقبل محض حجم کی بڑھوتری نہیں بلکہ شمولیت اور پائیداری کے سوالات سے جڑا ہوا ہے۔

نتیجہ

حاصل تجزیہ یہ ہے کہ عالمی تجارت پر تعیش اشیا کی محدود تجارت سے نکل کر اشیا، پرزوں اور خدمات کے عالمی جال میں بدل چکی ہے اور اس کا مرکز بتدریج ایشیا کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ اصول وہی پرانا ہے: جو ملک زیادہ قدر والی پیداوار اور قاعدہ سازی میں شریک ہو گا، فائدہ بھی اسی کو ملے گا۔ ترقی پذیر ممالک کے ابھرتے کردار نے امید پیدا کی ہے، مگر مکمل توازن کے لیے ساخت، ٹیکنالوجی اور شرائط تینوں میں تبدیلی درکار ہے، اور یہی آئندہ دہائیوں کی عالمی اقتصادی بحث کا مرکزی موضوع رہے گا۔